رجسٹرڈ انگلش نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفت وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد (۲) | ۱۳ اسفندار ۱۳۵۲ ف | ۹ محرم ۱۳۶۲ ھ | ۱۶ جنوری ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۳)

صنعتی ترقی کے لئے معاشی تحقیقات ضروری ہے

محاصل اندازی کا مقصد معاشرتی انصاف ہونا چاہئے

معاشی کانفرنس میں آنریبل مسٹر غلام محمد کی تقریر

معاشی کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کے زیر اہتمام باغ عامہ میں منعقدہ معاشی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد رکن مالیہ دولت آصفیہ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔

حضرات! معاشی کمیٹی کی پانچویں سالانہ کانفرنس کے افتتاح کے لئے مجھے طلب کر کے آپ کی کمیٹی نے مجھ پر جو احسان کیا ہے میں اس کا بیحد ممنون ہوں۔ اس کے ساتھ اس امر نے کہ اس اجلاس کی صدارت کے لئے آپ نے میرے قدیم استاد سے خواہش کی ہے جن سے علیگڑھ کے ایام تعلیم میں معاشیات کے ابتدائی درس میں نے لئے میری خوشی کو دوبالا کر دیا ہے۔ میں اس کانفرنس کو نہایت اہم ادارہ تصور کرتا ہوں۔ جیسے حکومت دکن از سر نو تعمیر میں ایک اہم حصہ ادا کرتا ہے۔ ماہرین معاشیات ما سبق اور خصوصاً ہندوستانی معاشین حقیقتوں سے بعض دور رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا بیشتر مطالعہ ان کی رہنمائی اور ان کی آراء جو حقیقی نظم و نسق کے متعلق سے بے نیاز ہو کر ظاہر کی گئیں زیں قابل نہیں کہ ان سے معاشی پالیسی کے قیام میں وہ مدد لی جا سکی جس کی وہ مستحق تھیں۔ اس لئے میں اس امر کا پرجوش خیر مقدم کرتا ہوں کہ جامعہ عثمانیہ کے چند نوجوانوں میں اتنی ہمت اور عوام کی خدمت کا اتنا جذبہ موجود ہے۔

خواتین و حضرات! ایک ماہر معاشیات اور خصوصاً وہ فرد جو متعلقات سے بے نیاز ہو۔ اس کا میدان عمل صرف درسی کتابیں رہیں بے تعلق نظریہ اس وقت تک کچھ دینے کا آدمی ثابت نہ ہوں گے جس وقت تک کہ ماہر معاشیات ان نظریوں کو اپنی زندگی کے حقائق پر منطبق کرنے کی کوشش نہ کرے۔ انسان کو اس کی زندگی کے اجزاء سے بے تعلق نہیں کیا جا سکتا۔ انسان ایک پیچیدہ قسم کا حیوان ہے اس لئے آپ کو اس کے جذبات اور اندرونی تحریکات کا تجزیہ کرنا ضروری ہے کیونکہ انسان کے یہ جذبات اور تحریکات ایک دوسرے پر ردعمل پیدا کرتے ہیں اس لئے آپ جب تک معاشی سوالات کو ان کے تمام سیاسی اور سماجی متعلقات کی روشنی میں حل نہ کریں کسی قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لئے میں محسوس کرتا ہوں کہ ماہر معاشیات کو نہ صرف نظم و نسق کی امداد ہی کرنی چاہئے بلکہ اس کی رہنمائی بھی۔ اسے اپنے مقام خلوت سے نکل کر زندگی کے ان تمام حقائق کو دیکھنا چاہئے۔ جن کا صحیح مطلب میں صرف وہی تجزیہ کر سکتا ہے اس کے اخذ کردہ نتیجے نظم و نسق کی مروقت امداد کے لئے تیار ہونے چاہئیں۔

حضرات! مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص بھی جو نظم و نسق کو موجودہ پیچیدگیوں کے باوجود چلانے کا حقیقت آشنا طریقے سے چلانے کی کوشش کرے گا۔ ناکام رہے گا جو شخص معاشی زندگی کے تمام متعلقات اور عالمگیر اثر رکھنے والے اجزاء سے بے اعتنائی برتے گا۔ سماج کے مختلف سوالات نوبت بہ نوبت پر گہری نظر نہ رکھے گا۔ اس کا ناکام ہونا بھی یقینی ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ اگر آپ کی کانفرنس ایک طالب علم اور ماہر سائنس کے درمیان ایک حقیقی درمیانی کڑی بنے میں ماہر معاشیات اور ماہر نظم و نسق کہہ سکتا ہوں۔ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو آپ ملک کی ایک نہایت کارآمد خدمت انجام دیں گے۔ میں نے جو تحقیقات کے ان سے معلوم ہوا کہ آپ کا کام ابھی ابتدائی دور میں ہے میں زیادہ تعریفوں کا عادی نہیں اس لئے آپ ناراض نہ ہوں اگر میں کسی قدر ناقدانہ روش اختیار کر دوں۔ اگر آپ صرف ایک چھوٹا سا تماشہ اور اس کے ساتھ ہی مصنوعات دکن کی ایک کامیاب نمائش ہی پر اکتفا کرتے ہیں تو مجھے ڈر ہے کہ آپ کا دائرہ عمل بہت محدود ہے آپ کو وسیع تر اور بڑے مسائل پر بھی توجہ کرنی چاہئے۔ ڈیڑھ کروڑ انسانوں کی آبادی، ہزاروں مربع میل کے رقبے، اور آئندہ ترقی کے نہایت وسیع امکانات کی موجودگی میں آپ کو موجودہ مسائل سے کہیں زیادہ بڑے اور کہیں زیادہ پیچیدہ مسائل کا سامنا کرنا ہے۔ آپ کو محض اس ڈر سے پیچھے نہ ہٹنا چاہئے کہ کہیں آپ کسی کے احساسات کو ٹھیس یا کسی کے مفادات کو متاثر نہ کر دیں۔ کاروان علم و ترقی کو آگے بڑھنا چاہئے۔ آپ وہ لوگ ہیں۔ جن کے ہاتھ حیدرآباد کا معاشی مستقبل ہے۔ اس لئے آپ کی ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں۔

حضرت! مجھے ڈر ہے کہ شاید میں ایک عام افتتاحی خطبہ سے بڑھ کر اس کی سرحدوں کو عبور کر رہا ہوں اور یہ وہ مقام ہے جس پر صدر صاحب کا قبضہ ہونا چاہئے تھا۔ آپ حضرات مجھے معاف کریں کہ ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے میں بعض اہم مسائل پر آپ سے گفتگو کئے بغیر

بقیہ صفحہ ۱۱ پر

مملکت
ہفتہ وار

جلد (۲) | ۱۳ اسفندار ۱۳۵۲ ف شنبہ | نمبر (۴۰)

وقت کے اہم مسائل

آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس نے انجمن حیسا مین عثمانیہ کی معاشی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے جو فی البدیہہ تقریر فرمائی اور جو اخبارات میں شائع ہوچکی ہے وہ اس بات کی مستحق ہے کہ اس کو ایک سے زیادہ مرتبہ غور و خوض کے ساتھ پڑھا جائے۔ صدر المہام بہادر فینانس نے ایک طرف تو اُن حضرات پر نکتہ چینی کی جو خالص معاشی نظریات کا مقامی حالات کا لحاظ کئے بغیر پرچار کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف اُن عہدہ داروں پر بھی اعتراضات کئے جو اپنے فرائض کی ادائی میں دنیا کے معاشی رجحانات اور علمی اصولوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ہر دو جماعتوں کو اس تنبیہ کی ضرورت تھی۔ ہماری پبلک زندگی میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو چلا ہے جو ملک کے حالات کو پس پشت ڈال کر شہری آزادی، مساوی تقسیم دولت اور تناسب آبادی وغیرہ جیسے نظریات کا پرچار کیا کرتا ہے مگر یہ نہیں سوچتا کہ اگر ان نظریات کو روبہ عمل لایا جائے تو وہ زبردست ہنگاموں کا پیش خیمہ ثابت ہوں گے۔ ہمارے ملک میں ایسے عہدہ دار بھی موجود ہیں جو روایات کا نام لے کر حالات حاضرہ کے لازمی اثرات سے اپنے آپ کو بچانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ صدر المہام بہادر فینانس نے اچھا کیا کہ ان دونوں گروہ کو بیک وقت متنبہ کر دیا۔

گرانی کا علاج

اشیائے مایحتاج کی قیمتوں سے متعلق صدر المہام بہادر فینانس نے رائے عامہ کی ترجمانی فرمائی جب آپ نے حکومت کی موجودہ پالیسی کو ناکافی قرار دیا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ :-

"افراد میں ایک حصہ اُن کا ہے جو ہر انسانی پریشانی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور دوسرا وہ حصہ ہے جو آئندہ کے نامعلوم ڈر سے خائف ہو کر ضروری اشیا کو ذخیرہ کرنا یا بچانا چاہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انسانی زندگی کے لئے ضروری اور لازمی ہے اس سے متاثر ہوئی۔ آپ ان مشکلات سے واقف ہیں جو برطانوی ہند میں پیدا ہو چکی ہیں اور وہاں ہیں بھی پیدا ہوتی جا رہی ہیں آپ کے معاشیین کو چاہئے کہ ان ہی مشکلات کو پیش نظر رکھیں اور ان کا ایسا حل تلاش کریں جس سے نظم و نسق کو صحیح معنے میں فائدہ پہونچے تخفیف نفع اندوزی کا شروع ہو چکی ہے۔ ہر چیز پر کڑی نگرانی کی کوشش کی گئی۔ برآمد کو محدود کر دیا گیا لیکن یہ تمام تدابیر اب تک اصلی مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام رہیں۔"

جب ایک اہم رکن حکومت کا یہ خیال ہے تو فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصلاح میں دیر کیوں ہو رہی ہے ....

.... یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کی اصل حقیقت تک پہونچنا اور حکومت کے ان عناصر کو تقویت پہونچانا ضروری ہے جو دائمی اصلاح چاہتے ہیں۔ ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں کہ حیدرآباد ایک معاشی جزیرہ نہیں بن سکتا۔ اسے کچھ لینا بھی ہے اور کچھ دینا بھی۔ تدبر اور وطن دوستی کا تقاضا ہے کہ اس لینے اور دینے میں ایسا توازن قائم رکھا جائے جس سے اہل ملک بھی پریشان نہ ہوں اور ہمسایہ حکومتیں بھی ناخوش نہ ہوں۔ کہنے کو تو یہ بات بہت آسانی سے کہہ دی گئی لیکن اس حکمت عملی کی تعمیر ایک کٹھن منزل ہے جس کو طے کرنا تدبر اور وطن دوستی کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر یہ ہو گئی تو نہ چور بازار سرگرم ہو سکتے ہیں اور نہ درمیانی منافع گیروں کو نادار عوام سے بیجا فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکتا ہے۔

جنگی نفع اندوزی کی تیز رفتاری

جنگ کے ضمن میں صنعتوں کے قیام سے متعلق صدر المہام بہادر فینانس نے اتفاق سے وہی رائے ظاہر فرمائی جو اس ہفتہ وار نے ایک مسائل حل [illegible] علی بہادر احمد علاؤ الدین کے صنعتی عزائم سے متعلق ظاہر کی تھی۔ ہم نے کہا تھا کہ جنگ کا نام لے کر اور جنگ سے پیدا شدہ حالات سے فائدہ اٹھا کر ایک فرد یا چند افراد ملک کے معاشی وسائل کو اپنے ہاتھ گروی کرنے کا عزم کر رہے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ لیکن اس وقت ہماری یہ رائے قابل اعتنا نہیں سمجھی گئی لیکن آج حکومت سرکار عالی کے رکن فینانس اسی اصول کی بنا پر اہل ملک کو جنگی نفع اندوزوں کی تیز رفتاری کے خلاف متنبہ کر رہے ہیں جو ایک خوش آیند علامت ہے۔ کاش آنریبل مسٹر غلام محمد چند سال قبل حیدرآباد تشریف لائے ہوتے۔

ملکی صنعتوں کے ضمن میں غیر ملکی سرمایہ کی درآمد سے متعلق صدر المہام بہادر فینانس نے جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں ہم ان کی وجہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر اہل ملک ہی اپنے ملک کی صنعتوں میں روپیہ لگانے پر آمادہ ہوں اور اس تصرف کو اپنے لئے ہی محفوظ کرنا چاہتے ہوں تو اس میں قابل اعتراض کیا بات ہو سکتی ہے؟ اعتراض اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب اہل ملک خود بھی سرمایہ نہ لگائیں اور بیرونی سرمایہ کو بھی روکنا چاہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں صورت حال یہ نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فضل بھائی کریم بھائی والا قصہ دہرایا نہ جائے۔ یہ ایک سبق آموز داستان ہے جس سے واقف ہونا آنریبل مسٹر غلام محمد کے لئے بھی دلچسپ ہوگا۔

ہم صدر المہام بہادر فینانس کی اس رائے سے بالکل متفق ہیں کہ زمانہ جنگ میں ایسے کام جاری رکھے جا سکتے ہیں جو اغراض جنگ سے متصادم نہ ہوں مثلاً سڑکوں کی تعمیر اور تالابوں کی تعمیر وغیرہ۔ یہ ایسے کام ہیں جن میں لوہے کی ضرورت پڑتی ہے اور سمنٹ کی۔ کیا ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ سال آئندہ کے موازنہ میں ان کاموں کے لئے گنجائش رکھی جائے گی۔

انکم ٹیکس سے متعلق صدر المہام بہادر فینانس نے جو کچھ فرمایا وہ دراصل رائے عامہ کی ترجمانی ہے۔ اس موضوع پر ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اظہار رائے کر چکے ہیں جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

دیہی مسائل

دیہی مسائل سے متعلق صدر المہام بہادر فینانس نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کی جس پالیسی کا اعلان کیا ہے ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

"دیہی ترقیوں کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے۔ آپ جانتے ہوں گے کہ حکومت نے حال ہی میں اس کے لئے ایک فنڈ کا آغاز کیا ہے اور یہ تو حکومت کے اداروں کی صرف ابتدا ہے۔ اس کی خواہش تو اس پورے مسئلہ کو کامیابی سے حل کرنے کی ہے۔ لیکن دیہات کا ایک اہم اور نیا مسئلہ اس کے سامنے ہے میں معاشی

کیفی سے اراکین سے ... درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی توجہ آبادی کی اکثریت طرف مبذول کریں جو دیہات میں رہتی ہے۔ اگر آپ کی مجلس دیہی حالات سے واقف اور اُن کے مسائل کا ایک کامیاب حل دریافت کرسکے تو آپ حیدرآباد کی ایک صحیح خدمت انجام دے سکیں گے۔ آپ اپنی معاشی سرگرمیوں کو عمارت کے اونچے برج یعنے شہر حیدرآباد تک ہی محدود نہیں رکھ سکتے۔ آپ کو عمارت کی بنیاد ہی سے اصلاح کرنی چاہیے۔ دیہی مسئلہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس کا گہری نظر سے مرآز مادت تک مطالعہ کرنا پڑے گا۔ جہالت، معیار زندگی کی پستی، مواصلات کی خرابی مواصلات کے کاشتکاروں کی زندگی کے مصائب و مشکلات ہیں جو آپ کی تحقیقات میں پیش آئیں گی لیکن ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور آپ نے اپنی نگرانی میں تحقیقات کا آغاز کیا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو دیہی ترقی کی مدے امداد کی توقع رکھنی چاہیے۔ حکومت کے پیش نظر ایک اور سلسلہ دیہی صنعتوں کی تنظیم کا ہے۔ یہ خود بڑا اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ یہاں خام اشیاء کی کمی اور امداد کی فراہمی کی مشکلات حائل ہیں۔ اس کو امداد باہمی کی بنیادوں پر ہی حل کرنا چاہیے۔"

سرتریج مسٹر غلام محمد کی تقریر کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وقت کے ان اہم مسائل سے بحث کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) ارزاں اشیاء احتیاج سے متعلق حکومت کی پالیسی پر نظر ثانی

(۲) دوران جنگ میں صنعتی اور تجربی جدوجہد

(۳) دیہی تنظیم

(۴) انکم ٹیکس کا نفاذ

(۵) اسٹیٹ بنک کو قومی بنک بنانا

ہم پالیسی کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس کے حامی نفاذ کے متمنی ہیں۔

۲۲۔ دوسرے عنوان "حیدرآباد میں مسائل غذا" کا مسئلہ پر ڈاکٹر بے سوریا نائیڈو، محمد فاروق صاحب عطاء الرحمن صاحب نے مقالے پڑھے۔ مسٹر ونگ راؤ مرزا رعیت۔ مولوی حسن الدین صاحب مدیر ملکت اور سید لطیفی نوازی نے مباحث میں حصہ لیا۔ "کاشتکار اور زمانہ جنگ کے اثرات" پر غلام احمد صاحب اور عبد القدیر صاحب نے مقالے پڑھے۔ کسانوں کا نائیڈو نے مباحث میں حصہ لیا۔ صدر کانفرنس کے شیخ عبدالواحد صدرکی تعالی کے لئے دعا اور صدر کے شکریہ کے بعد کانفرنس اختتام کو پہنچی۔ کانفرنس کے مقالے اور مباحث مکمل اور دلچسپ ہوتے ہیں۔

ساٹھ سال قبل کے حیدرآباد کی ایک جھلک

اس کے سوا تمام دفاتر بلدہ و اضلاع پر یہ حکم بھی آپ (نواب آسمان جاہ) نافذ فرمایا کہ اضلاع و بلدہ کے دفاتر وغیرہ کے خرچ میں جو کہ صادر وغیرہ چھوٹی چھوٹی سی چیزوں میں بھی ملکی مصنوعات کا لحاظ رکھا جائے اور حتی الامکان ملکی ساخت کی چیزیں صرف کئے جاویں اور کاغذ وغیرہ دیگر اشیاء ملکی کارخانہ جات کے تیار کئے ہوئے استعمال کریں اور مجالس اضلاع و بلدہ میں خاص صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی نسبت احکام جاری فرمائے چنانچہ اکثر مجالس اضلاع و صدر مجلس بلدہ میں صنعت و حرفت کا کام نہایت خوبی کے ساتھ جاری ہوا ایک محکمہ زراعت و تجارت زیر نگرانی ایک لائق افسر کے قائم کیا گیا جس کا کام تھا کہ ملک کی زراعت و تجارت کو ترقی دینے کے وسائل مہیا کرے اور وقتاً فوقتاً سرکار کو بھی ترقی تجارت و زراعت کی نسبت اپنی رائے سے آگاہ کرے چنانچہ اس محکمہ کے ذریعہ سے بہت سے مفید کام ہوئے اضلاع میں اکثر مقامات پر نمائش گاہیں قائم ہوئیں جہاں ملکی مصنوعات پیش ہوئیں اور کاریگروں و صناعوں کی حوصلہ افزائی و قدردانی کے طور پر سرکار سے انعام عطا ہوئے۔ اسی طرح بلدہ میں بھی ایک نمائش گاہ بمقام ملک پیٹھ قائم ہوئی جہاں تمام ممالک محروسہ مصنوعات جمع کئے گئے کئی روز تک یہ نمائش قائم رہی خود نواب صاحب ممدوح نے اس کا افتتاح فرمایا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بھی جا کر اس نمائش گاہ کو ملاحظہ اور اکثر اشیاء مصنوعات سلطنت آصفیہ کو نہایت پسند فرمایا۔ اس طرح ترقی تجارت و صنعت و حرفت ملکی میں آپ کو دلچسپی تھی اسی طرح آپ کو یہ بھی خیال تھا کہ ملک کو تعلیم یافتہ اور مہذب بھی ہونا ضروری ہے۔ ...

(سوانح عمری نواب سر آسمان جاہ
مولفہ رائے گنج رائے آنجہانی)

پانچویں معاشی کانفرنس

اجلاس دوم

حیدرآباد، ۲۰ صفر۔ نمائش کلب باغ عامہ میں پانچویں معاشی کانفرنس کا اجلاس دوم مولوی الیاس برنی صاحب کی صدارت میں آج شام کے (۵) بجے منعقد ہوا۔ آج بھی کل کی طرح معاشی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کثرت سے شریک تھے۔ اس اجلاس میں دلچسپ معاشی مسائل پر مقالہ جات پڑھے گئے۔ اور مباحث ہوئے۔

حیدرآباد میں صنعتی سرمایہ کے موضوع پر خواجہ حمید احمد صاحب نے مقالہ پڑھا۔ اسد علی صاحب اور راجہ بہادر صاحب انوری نے بحث کی۔ ۲۲

مسٹر راجگوپالاچاری کی تقریر

اہل ملک نے ایک بہترین موقع کھودیا

مدراس ۱۱ جنوری۔ مسٹر راجگوپالاچاری نے آج شب میں یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے مرکز میں ایک قومی حکومت کے قیام کی اہم ضرورت بتلائی تاکہ بدیسی حملے کے خلاف ملک کی مدافعت اور جنگ کے نتیجے کے طور پر رونما ہونے والے معاشی مسائل کا حل کامیاب طریقہ پر کیا جائے۔ راجہ جی نے اپنے اس خطرہ کا اظہار کیا کہ اگر وہ اس موقع پر بیدار نہ ہوں اور آپس میں کسی سمجھوتہ پر نہ پہنچیں اور نظم و نسق کا جائزہ نہ لیں "تو شاید ان کو جنگ کے بعد آزادی نہ ملے۔ کافی عرصہ تک انتظار کرنا پڑے گا۔ انہوں نے اقبال کیا کہ وہ کچھ نہیں کرسکے لیکن اب بھی وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ لوگ ان کے ہم خیال بن جائیں گے

عوام کی روش پر افسوس کا اظہار

مسٹر راجگوپالاچاری نے لوگوں کی اس روش پر اظہار افسوس کیا کہ اس جنگ میں کچھ حصہ لیا نہیں ہے۔ اور دفاعی انتظامات سے متعلق تمام امور کے بارے میں جن میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کی تدابیر بھی شامل ہیں بے حسی سے کام لیا جاتا ہے۔ لوگ اپنی اس غلطی کا احساس اس وقت کریں گے جب کہ جاپانی اس ملک پر حملہ آور ہوں گے۔ اور ناقابل بیان مصیبتیں ڈھائیں گے۔ ہندوستانی برطانیہ کے ساتھ اپنے اختلافات کا تصفیہ بعد میں کراسکتے ہیں لیکن وہ اپنے ملک کی مدافعت کو نظرانداز کرنے کے روادار نہیں ہوسکتے۔ انہوں نے مسٹر جناح یا مسلم لیگ پر اپنے احسانات کرنے کے لئے پاکستان کے سوال کے بارے میں اپنی تجاویز پیش نہیں کئے ہیں۔

"ہم نے بہت برا برتاؤ کیا"

مسٹر راجگوپالاچاری نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ جنگ اس ملک کی تاریخ میں ایک نازک نقطہ ہے۔ وہ باور نہیں کرتے کہ ہندوستان کو آزادی منظور کرنے کی تائید میں فیصلہ کرنے پر حکومت برطانیہ کو کوئی اور چیز آمادہ کرسکتی تھی۔ لیکن کل اگر یہ کہ وہ اس کو روبہ عمل لانے ہم نے ایسے برے طور پر برتاؤ کیا کہ اسے (حکومت برطانیہ) اپنی تجاویز کو واپس لینا پڑا۔

اس موقع پر حاضرین میں سے ایک شخص نے کہتے ہوئے مداخلت کی کہ "برا برتاؤ کرنے والے ہندوستانی نہ تھے"۔ مسٹر راجگوپالاچاری نے کہا کہ برطانیہ نے ہندوستان کو آزادی دینے کی تائید میں فیصلہ کردیا تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ یہ چیز اس کے مفاد کے خلاف ہے۔ انہوں نے مزید یہ کہا کہ جنگ عوام کے لئے ایک بہترین موقع پیدا کر رہی ہے کہ وہ کامل مرتبہ اور آزادی حاصل کریں۔"

معاشی کمیٹی

سنہ ۱۳۵۱ف کی کارگزاری کی رپورٹ

(جو مولوی خواجہ حمید احمد صاحب معتمد معاشی کمیٹی نے پانچویں معاشی کانفرنس میں پڑھی)

معاشی کمیٹی حیدرآباد کی تشکیل دراصل انجمن طیلسانین عثمانیہ کی زرین منت ہے جس نے ممالک محروسہ سرکار عالی کی سرپرستی میں جامعہ عثمانیہ کے ساتھ ابنائے ملک کے تعاون عمل نے اس کمیٹی کو تمام ملک کے اجتماعی معاشی مسائل کے مرکزی ادارے کا درجہ عطا کر دیا ہے جس میں بلا قید مذہب و ملت ملک کے تمام مکاتب خیال کے افراد تقریباً سات سال سے ملک کی مرفہ الحالی اور معاشی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ چنانچہ اس کمیٹی کے عملی مظاہرے نمائش مصنوعات ملکی کی شکل میں پانچ سال سے اہل ملک سے خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ معاشی کانفرنس اس کی علمی تحقیقات اور فنی تجاویز کی عمل پر آمدگی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے اس کانفرنس کو سرکاری اور غیر سرکاری طبقوں کی پوری تائید حاصل ہے اور محکمۂ تحصیل معیشت کی جانب سے مولوی خان فضل محمد خان صاحب کی تحریک کی بناء پر اس کانفرنس کو دو ہزار روپیہ سالانہ کی امداد مل رہی ہے اس وقت معاشی کمیٹی کی سال سنہ ۱۳۵۱ف کی کارگزاری کی رپورٹ پیش کی جا رہی ہے دوران سال کے لئے جو مجلس عاملہ تشکیل پائی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صدر مولوی میر اکبر علی خان صاحب بی اے ایل ایل بی۔ بارایٹ لا۔ نائب صدر مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔ معتمد مولوی خواجہ حمید احمد صاحب بی اے۔ نائب معتمد مولوی شہاب الدین صاحب پبلسٹی ناظر ماہرہ ... صاحب انوریری منیجر حیدرآباد کواپریٹیو بنک۔

اراکین۔ مولوی محمد غوث صاحب مولوی محمد عبدالعلی صاحب مولوی جمیل احمد صاحب فاروقی، محمد میر علی صاحب رہبر گرودواس صاحب مولوی عسکری جعفری صاحب مولوی قادری صاحب ہاشمی مولوی عزیزالدین صاحب مولوی محمد علی صاحب مولوی خواجہ محمد احمد صاحب نائب ناظم آثار قدیمہ سال زیر رپورٹ میں جو کام انجام پائے ان کی مختصر کیفیت حسب ذیل عنوانات کے تحت درج ذیل ہے۔

۱۔ چوتھی نمائش مصنوعات ملکی کا انعقاد۔
۲۔ چوتھی معاشی کانفرنس کا انعقاد۔
۳۔ معاشی سروے کا کام۔
۴۔ معاشی کتب خانہ کا قیام
۵۔ زرعی کمیٹی کی تشکیل

چوتھی نمائش مصنوعات

حسب فرمان خسروی چوتھی نمائش مصنوعات ملکی کا انعقاد کم ذیحجہ سنہ ۱۳۵۱ف سے کیا گیا ہے جو ۲۹ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۱ف تک جاری رہی اس نمائش کا افتتاح عالی جناب کرنل اب ... معین ... صدر اعظم نے فرمایا اور نواب ... صاحب ... ارایٹ لا۔ صدر معاشی کمیٹی و مجلس نمائش نے سپاسنامہ پیش کیا یہ نمائش پہلے تین سالوں کے مقابلے میں بہت زیادہ کامیاب رہی۔ چنانچہ اس تقریب میں جو پیام خسروی شاہانہ سرفراز کیا گیا ہے زیب قرطاس ہے

"اس سال بھی ہم نے سالانہ نمائش صنعت ملکی باغ عامہ کا بغور مطالعہ کیا اور اس امر سے محظوظ ہوئے کہ الحمد اللہ ہر سال اس میں بہت ترقی نمایاں ہے جو کہ ایک قابل اطمینان امر ہے اور ملک کے لئے ایک فال نیک ہے۔ سلطنت کے عہدہ داروں جو کہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں شبک یا مستعدی دکھائی دیتے ہیں یہ بھی ضرور قابل ستائش ہے کہ بیداری کے آثار ہر طرف رونما ہیں اور اگر واقعات کی رفتار یہی رہی تو وہ زمانہ دور نہیں ہے کہ ملک خوش حالی اور ارتقاء کے منازل سرعت سے طے کرتے ہوئے کہاں سے کہاں پہنچ جائے گا جس کی تمنا ہر سچی خواہ ریاست کو ہے۔"

۲۹ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۱ف

بقلم آصف سابع

حضرت ولیعہد بہادر نے بھی اپنے پیام گرامی سے اراکین کمیٹی کی سعی پیہم ستائش فرمایا۔ اس نمائش میں ... ۳۰۰ اسٹال قائم ہوئے۔ دو لاکھ سے زائد مال فروخت ہوا۔ تین لاکھ اشخاص نے نمائش دیکھی۔ جس میں بیرونی مشاہیر اور کانفرنسوں کے اراکین بھی شامل تھے حضرت اقدس و اعلیٰ نے دو دو روز نمائش کا معائنہ فرما کر عثمانیہ کلب اور نمائش گھر کے تعمیر کا حکم صادر فرمایا۔ چونکہ نمائش کا انتظام مجلس نمائش معاشی کمیٹی کے سپرد ہے جس کو تحت قانون کمیٹی ایک انجمن کی شکل میں رجسٹر کیا گیا ہے۔ اس لئے تفصیلی حالات اور حسابات مجلس نمائش کی رپورٹ سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔

چوتھی معاشی کانفرنس

چوتھی معاشی کانفرنس کا انعقاد بتاریخ ۱۲ و ۱۳ اسفندار سنہ ۱۳۵۱ف عمل میں آیا۔ اس کانفرنس کے اجلاس اول کی صدارت مولوی عبدالرحمن خان صاحب سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ نے فرمائی اور اجلاس دوم کی صدارت مولوی لیاقت اللہ صاحب معتمد فنانس نے فرمائی۔ اس کا خطبہ استقبالیہ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی نائب صدر معاشی کمیٹی نے پڑھا۔ خطبات صدارت کے علاوہ کانفرنس میں جو مقالہ جات پڑھے گئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تعلیم دینی کے بعض معاشی پہلو۔ مولوی برہان الدین صاحب مددگار زراعت رائچور۔
(۲) ملک سرکار عالی کے معاشی اور صنعتی مسائل پر ایک سرسری نظر جناب ماد ہوراؤ صاحب انوریری منیجر کواپریٹیو انشورنس سوسائٹی۔
(۳) زرعی قرضہ۔ مولوی ناصر علی صاحب لکچرار معاشیات۔
(۴) چینی کی صنعت اور چینی کی اشیاء۔ ڈاکٹر مقبل حسین صاحب جنرل ڈائرکٹر نظام ... فیکٹری۔
(۵) زرعی مزدوروں سے متعلق چند مسائل۔ مولوی ... حسین صاحب لکچرار معاشیات جامعہ عثمانیہ۔
(۶) مملکت آصفیہ کی قدیم و جدید صنعتیں جناب رائے گوردھن ... صاحب سکسینہ
(۷) چند آسان صنعتیں۔ مولوی ... صاحب۔
(۸) دور آصفی میں ممالک محروسہ سرکار عالی کی معاشی تاریخ مولوی انوار احمد صاحب صدیقی۔
(۹) حیدرآباد میں تنظیم کی ترقی۔ مولوی رضی الدین صاحب ایچ سی ایس شریک ناظم امداد باہمی۔
(۱۰) حیدرآباد میں عورتوں کا معاشی استقلال۔ مولوی غلام دستگیر صاحب ایم اے لکچرار نظام کالج۔
(۱۱) حیدرآباد میں خواتین کار خانہ جات اور ان کا نظم ونسق مولوی عبدالقادر صاحب بی ایس سی پروفیسر ...
(۱۲) حیدرآباد میں پیداوار کاری کا حل صابر علی صاحب کی مددگار معتمد تحصیل معیشت۔
(۱۳) .... جناب رام نرسو صاحب لکچرار معاشیات نظام کالج۔
(۱۴) .... مولوی محمد تقی علی صاحب
(۱۵) حیدرآباد کے چند تجارتی مسائل۔ مولوی ... علی صاحب مارکیٹنگ افسر۔
(۱۶) حیدرآباد میں قومی تنظیم اور معاشی لائحہ عمل کی ضرورت مولوی خواجہ حمید احمد صاحب مددگار اعداد و شمار و معتمد معاشی کمیٹی۔

علاوہ ازیں کانفرنس میں جو تحریکات منظور ہوئیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کی یہ چوتھی معاشی کانفرنس بارگاہ خسروی میں اپنی خیر فرمول اور کامل وفاشعاری کا اظہار کرتی ہے۔ ملکی معاشی ترقیات کے لئے جو توجہ شاہانہ مبذول ہے۔ نیز مصنوعات ملکی کی جو سرپرستی آقائے ولی نعمت کی تشریف آوری فرمائی جا رہی ہے وہ نہ صرف کارکنان معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کے لئے باعث عزت ہے بلکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی صنعتی احیاء کی مدد و معاون ہے۔ جس کے لئے یہ معاشی کانفرنس بعد ادب اپنے جذبات تشکر و عقیدت پیش کرتی ہے۔

۲۔ یہ کانفرنس اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کرتی ہے کہ حکومت سرکار عالی بہت جلد جامعہ عثمانیہ میں زراعتی کالج کو قائم فرما دے تاکہ زراعتی علم کے معیار میں اضافہ ہو اور عملی طور پر زراعت کے کاروبار میں ترقی

بقیہ ملاحظہ صفحہ ۱۰

اسلامی تہذیب کیا ہے؟

از

جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

گزشتہ چند سال سے ہندوستان کے ارباب قلم اسلامی تہذیب کے موضوع پر مختلف نقطۂ نظر سے خامہ فرسائی کرتے رہے ہیں۔ بہت سے بلند پایہ مضامین مختلف اخبارات اور رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس منتشر مواد کو مولوی غلام دستگیر صاحب رشید ایم اے (عثمانیہ) لکچرار نظام کالج نے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کیا ہے جو ادارۂ ادب جدید کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون اسی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

"ملکت"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس غرض کے لئے بھیجے گئے وہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ مذہب کے جاہلی تصور کو مٹا کر ایک عقلی و فطری تصور پیش کریں، اور صرف پیش ہی نہ کریں بلکہ اسی کی اساس پر تہذیب و تمدن کا ایک مکمل نظام قائم کر کے اور کامیابی کے ساتھ چلا کر دکھا دیں۔ آپ نے بتایا کہ مذہب فضائے ہستی میں اگر وہ انسان کی زندگی کا محض ایک شعبہ یا ضمیمہ ہے۔ ایسی چیز کو دین و مذہب کے نام سے موسوم کرنا ہی غلط ہے۔ حقیقت میں دین وہ ہے جو زندگی کا ایک جزو نہیں بلکہ تمام زندگی ہو، زندگی کی روح اور اس کی قوت محرکہ ہو، فہم و شعور اور فکر و نظر ہو، صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے والی کسوٹی ہو، زندگی کے ہر میدان میں ہر ہر قدم پر راہ راست اور راہ کج کے درمیان فرق کر کے دکھائے، راہ کج سے بچائے، راہ راست پر استقامت اور پیش قدمی کی طاقت بخشے، اور زندگی کے اس لامتناہی سفر میں جو دنیا سے لے کر آخرت تک مسلسل چلا جا رہا ہے، انسان کو ہر مرحلہ سے کامیابی اور سعادت کے ساتھ گذار دے۔

اسی مذہب کا نام اسلام ہے۔ یہ زندگی کا ضمیمہ بننے کے لئے نہیں آیا ہے، بلکہ اس کے آنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اگر اس کو بھی پرانے جاہلی تصور کے تحت ایک ضمیمۂ زندگی قرار دیا جائے۔ یہ جس قدر خدا اور انسان کے تعلق سے بحث کرتا ہے اسی قدر انسان اور انسانی تعلق سے بھی کرتا ہے، اور اسی قدر انسان اور ساری کائنات کے تعلق سے بھی۔ اس کے آنے کا اصل مقصد انسان کو اسی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ تعلقات کے یہ شعبے الگ الگ اور ایک دوسرے سے مختلف اور بیگانہ نہیں ہیں، بلکہ ایک مجموعہ کے مربوط اور مرتب اجزا ہیں اور ان کی صحیح ترکیب ہی پر انسان کی فلاح کا مدار ہے۔ انسان اور کائنات کا تعلق درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان اور خدا کا تعلق درست نہ ہو، اسی طرح انسان اور خدا کا تعلق بھی درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان اور کائنات کا تعلق درست نہ ہو۔ یہ دونوں تعلق ایک دوسرے کی تکمیل و تصحیح کرتے ہیں، دونوں مل کر ایک کامیاب زندگی بناتے ہیں، اور مذہب کا اصل کام اسی کامیاب زندگی کے لئے انسان کو ذہنی اور عملی حیثیت سے تیار کرنا ہے۔ جو مذہب یہ کام نہیں کرتا وہ مذہب ہی نہیں ہے اور جو اس کام کو انجام دیتا ہے وہی اسلام ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ "ان الدین عند اللہ الاسلام" اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔

دیکھئے! آج ترقی پسندوں کے علم و فضل اور ان کی دانش و بینش کا معیار کس قدر بلند ہے! ان کے ارشادات جب ہم پڑھتے ہیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی آواز کو ایک ریکارڈ میں بھروا دیا ہے اور وہی ریکارڈ جگہ جگہ بجتا پھر رہا ہے۔ اپنے شیخ طریقت پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح یہ لوگ بھی اسلامی تہذیب و تمدن کے مسئلہ پر اظہار خیال کر کے درحقیقت اپنی بے علمی کا راز فاش کرتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اسلامی تہذیب و تمدن ہی سے نابلد نہیں ہیں بلکہ نفس تہذیب و تمدن کے مفہوم سے بھی ناآشنا ہیں۔ یا اگر ناآشنا نہیں ہیں تو عمداً غلط بحث کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ تہذیب نام رکھتے ہیں صرف تمدنی مظاہر کا، یعنی کسی خاص طبقے کے آداب و اطوار کا، لباس کی وضعوں اور کھانوں اور مٹھائیوں کا، موسیقی اور سنگ تراشی اور مصوری کا، اور اظہار مافی الضمیر کے وسائل کا۔ پھر ان تمدنی مظاہر میں گردش ایام کے ساتھ جو تغیرات رونما ہوتے ہیں ان میں اس حیثیت سے کوئی امتیاز نہیں کرتے کہ کونسے تغیرات ایک تہذیب کے زیر اثر ہوتے اور کون سے دوسری تہذیب کے زیر اثر۔ بس سطح پر چند تغیرات دیکھ کر اپنی تقریر شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو تاریخ کے دوران میں تمہارا تمدن بارہا بدل چکا ہے اور جب تمدن بدلا ہے تو گویا تہذیب بدل گئی ہے، لہٰذا اسلامی تہذیب و تمدن کسی متعین حقیقت کا نام نہیں ہے۔ جس طرح پہلے تم بہت سے تغیرات قبول کر چکے ہو، اسی طرح اب بھی ان تغیرات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ جن کا تقاضا فضائے انقلاب انگیز حالات یا بالفاظ دیگر جواہر لال اور ان کی امت کے رجحانات کر رہے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ علانیہ ایسی صریح جاہلانہ باتیں لکھنے اور شائع کرنے کی جرات کیسے کرتے ہیں؟ کیا انہوں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ سارا ہندوستان بس جہلا ہی سے آباد ہے اور یہاں کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں رہتا؟

اگرچہ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے مگر عام ناظرین کی واقفیت کے لئے بطور جملہ معترضہ صرف اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ دراصل تہذیب اس طریق فکر، اس نظریۂ حیات، اور اس معیار امتیاز و انتخاب کا نام ہے جو انسانوں کی کسی مستقل جماعت کے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور جس کے زیر اثر وہ جماعت دنیا میں زندگی بسر کرنے کے مختلف طریقوں میں سے کسی خاص طریقے کو اختیار کرتی ہے، اور تمدن اس خاص طرز زندگی کا نام ہے جو اسی تہذیب کے زیر اثر اختیار کیا جاتا ہے۔ ہم جس چیز کو اسلامی تہذیب کہتے ہیں وہ لکھنؤ اور دلی کی فصیح و بلیغ اردو اور دیوبند و فرنگی محل کے علما کا لباس نہیں ہے، بلکہ وہ اس ذہنیت، اس طرز خیال اور ان اصول حیات پر مشتمل ہے جو قرآن اور سیرت رسول سے ماخوذ ہیں۔ جب تک کوئی تمدن اس تہذیب کے حدود کے اندر ہے، وہ اسلامی تمدن ہے، خواہ اس کی زبان اس کے رنگ، اس کے آداب و اطوار، اس کے کھانوں اور مٹھائیوں، اس کے لباس اور طرز معاشرت، اور اس کے فنون لطیفہ میں کتنے ہی تغیرات واقع ہو جائیں۔ مظاہر کا تغیر بجائے خود کسی تمدن کو اسلامی تہذیب کے دائرے سے خارج نہیں کر دیتا، البتہ جب وہ اس نوعیت کا تغیر ہو کہ اسلامی تہذیب کے اصول و قواعد میں اس کے لئے کوئی سند جواز نہ ہو، تو یقیناً وہ تمدن کو غیر اسلامی تمدن بنانے کا موجب ہوگا۔ مثال کے طور پر مسلمان مشرق سے لے کر مغرب تک متنوع قسم کے لباس پہنتے ہیں، مگر ان سب میں ستر عورت کے انہی حدود کا لحاظ رکھا جاتا ہے جو اسلامی تہذیب نے مقرر کر دئے ہیں۔ لہٰذا یہ سب لباس اپنے تنوعات کے باوجود اسلامی تمدن ہی کے لباس کہے جائیں گے۔ مگر جب کوئی لباس ان حدود سے قاصر ہو گا تو ہم اسے غیر اسلامی لباس کہیں گے۔ اسی طرح غذا کے متعلق حلال و حرام کے جو حدود اسلامی تہذیب نے مقرر کئے ہیں ان کے تحت خواہ کتنی ہی انواع و اقسام کے کھانے مسلمانوں کے گھروں میں پکتے ہوں اور تاریخ کے دوران میں ان کی نوعیتیں کتنی ہی بدل جائیں اور کھانے کے طریقوں میں کتنا ہی تغیر رونما ہو جائے، ان سب کو اسلامی تمدن ہی کے دائرے میں جگہ ملے گی۔ البتہ جب مسلمانوں کی غذا حدود شریعت سے متجاوز ہوگی تو کہیں گے کہ وہ اسلامی تہذیب و تمدن سے بغاوت کر رہے ہیں۔ اسی پر زندگی کے تمام معاملات کو قیاس کر لیجئے۔ عرب، ہندوستان، ایران، ترکستان اور شمالی افریقہ کے تمدنوں میں بظاہر خواہ کتنا ہی فرق ہو، مگر جب تک ان کے اندر اسلامی ذہنیت کی روح موجود ہوگی اور جب تک یہ شریعت اسلامی کے ضابطے میں رہیں گے، ان پر یکساں "اسلامی تمدن" کا اطلاق ہوگا۔ مگر جب کسی دوسری تہذیب کا اثر قبول کریں گے اور ایسی چیزیں اپنے اندر داخل کریں گے جو اسلامی تہذیب کی روح

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

منظر جاہی مارکٹ کی گھڑیال میں دو روز سے ۱۰ ہی بجے ہوئے ہیں۔ (دکن نیوز)

اگر اس گھڑیال کا تعلق مجلس بلدیہ سے ہے تو سمجھنا چاہئیے کہ یہ مجلس بلدیہ کی روایات پر چل رہی ہے۔

میں نے فوج تیار کر دی ہے۔ قوم کو شمشیر براں اور تیغ نیم کش بنا دیا ہے۔ (قائد ملت)

جہاں تک ہمیں علم ہے اس فوج میں سپاہیوں سے زیادہ سپہ سالاروں کی بھرتی کی گئی ہے۔

معمولی حالات کے عود کر آنے تک ضیافتیں اور دعوتیں روک دی جائیں گی۔ حکومت ضیافتوں پر قیود عائد کرنے کے لئے عنقریب احکام جاری کرنے والی ہے تاکہ اغذیہ کا اتلاف نہ ہو۔ اور کسی ضیافت میں پچاس سے زیادہ افراد کو مدعو کرنا خلاف قانون ہوگا (ایک خبر)

یہ خبر حیدرآبادی نہیں بمبئی کی ہے۔ اگر ایسے احکام یہاں جاری کئے گئے تو ملت کا واحد ترجمان چیخ اُٹھے گا کہ ہماری دیرینہ روایات مٹائی جارہی ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ قانون انسداد گداگری کا حیدرآباد کے بلدی حدود میں، اردی بہشت سے نفاذ ہوگا۔ (ایک خبر)

اسوسی ایٹیڈ پریس کی یہ اطلاع ہے کہ۔

مجلس قائمہ بلدیہ حیدرآباد کے ایک جلسہ میں اس قانون کے نفاذ کے کئی مسائل و دیگر امور پر غور کیا گیا اور ایک طویل بحث کے بعد محتاج خانوں اور بیت المعذورین کے قیام کے سلسلہ میں تمام امور کی جانچ پڑتال ایک ذیلی کمیٹی کے سپرد کی گئی جو اپنی رپورٹ بہت جلد مجلس قائمہ میں پیش کرے گی۔

مجلس بلدیہ کی کارکردگی کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ ایسا اہم مسئلہ طول طویل بحث کے بعد ذیلی کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ اب شہر کے گداگروں کو چاہئیے کہ ایک جلسہ عام منعقد کرکے پدران شہر کا شکریہ ادا کریں۔

ملت کو واحد ترجمان "رقمطراز ہے کہ :۔

"ہمارے ماہرین ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ انسان کو من حیث الکل دیکھا جائے۔ یہ واقعہ ہے کہ انسان کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو اس کے دوسرے شعبوں سے بالکل ہی الگ رہ سکے۔ اس کی سیاست کا اثر اس کے تہذیب و اخلاق کا تقاضا اس کے سماج کا اثر اس کی معاش پر بھی پڑتا ہے۔ اور کوئی سیاسی یا کوئی معاشی یا معاشری ماہر یا کوئی فلسفیانہ ایسے شعبہ سے محض اپنے علوم و فنون کے دائرے کے اندر رہ کر نہیں رہ سکتا جو انسان کی دوسری ضروریات کا لحاظ نہ رکھتے ہوں۔ ..... ہمارے خیال میں یہ ایک جواب ہے ان خام خیال انسانوں کے لئے جو معاشیات اور صرف معاشیات ہی کو بنیاد بنا کر انسان کی ساری ضرورتوں کو نظر انداز کرکے صرف پیٹ پیٹ پکارتے پھرتے ہیں۔ یا اسی کو مد نظر رکھ کر اشتراکیت اختیار کرلیتے ہیں "

ہم اپنے معاصر کی اس رائے سے بالکل متفق ہیں کہ پیٹ پیٹ پکار کر اشتراکیت اختیار کرنا خام خیالی ہے۔ ہمارے معاصر کی طرح جو پختہ کار ہیں وہ ہمیشہ یہی پکارتے ہیں کہ "مذہب خطرے میں ہے" اور مذہب کا نام لے کر خاموشی سے سرمایہ پرستی اختیار کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے حقوق کے لئے میں کسی طاقت سے ٹکر لیتے ہوئے دریغ نہیں کروں گا۔ (قائد ملت)

اس بیان میں اصلیت سے زیادہ شعریت پائی جاتی ہے۔

مولوی مقصود احمد خاں صاحب رکن مجلس نگرانی نرخ اشیاء ایک صحافتی بیان میں فرماتے ہیں کہ:۔

"چونکہ یہ مسلمہ ہے کہ برآمد نہیں ہوئی اور درآمد بھی رہی اور خریف بھی سال گذشتہ کے مقابلے میں بہتر ہاتھ آئی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مال کہاں غائب ہوتا جارہا ہے اور قیمتیں کیوں بڑھ رہی ہیں "

ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ اجناس کی قلت اور اضافۂ قیمت کا راز مجلس نگرانی نرخ اشیاء کے ارکان ہی بہتر جانتے ہوں گے۔ جب وہ بھی نہیں جانتے تو ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

پہنچ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کو

ایک روپیہ کے نوٹوں کی طباعت کی شکایت کرتے ہوئے مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر "رعیت" نے تحریر کیا ہے کہ "ایک نوٹ کا رنگ دوسرے نوٹ سے نہیں ملتا۔ اور اس سلسلہ میں ایک عام شکایت ہو رہی ہے۔

اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ہمیں ظفر مرحوم کا ایک شعر یاد آگیا ہے

گل جو چمن میں ہیں ہزار دیکھ ظفر ہے کیا بہار
ہر اک کا رنگ الگ الگ ہر اک کی بو جدا جدا

حیدرآباد اور ہندوستان کے مشترکہ مسائل کے متعلق محترم صدر (نواب بہادر یار جنگ بہادر) نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اہل ملک کے انتہائی غور و فکر کا مستحق ہے اور اس قابل ہے کہ ہندوستان اور حیدرآباد کے تمام مکاتب خیال کے لوگ اس حقیقت پر غور کریں کہ ہر مکتب خیال کے بنیادی احساسات میں باوجود تمام پوشیدہ اختلافات کے فاصلہ کس قدر کم ہے۔ نواب صاحب کے خطبہ کے ہر حرف سے یہ حقیقت ہویدا ہوتی ہے کہ وہ ملک کے موجودہ سیاسی ماحول سے مطمئن نہیں ہیں۔ (پیام)

واقف کار حلقوں کا بیان ہے کہ قائد ملت اپنے ماحول سے بالکل مطمئن ہیں البتہ نقادوں سے مطمئن نہیں۔

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے ہندو مہا سبھا کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"سیاسیات میں مذہب کو داخل کرنا ایک غلطی ہے "

ہم تو مہا سبھا کے اس اصول کو پسند کرتے ہیں کہ مذہب میں سیاسیات کو گھسیٹا جائے۔

تنقید کا جواب دھمکی

"مجلس اتحاد المسلمین کے حالیہ سالانہ اجلاس اور نواب بہادر یار جنگ بہادر کے خطبات صدارت پر "مملکت" میں جو تنقیدی مضامین شائع ہوئے تھے ان سے متعلق متعدد خطوط وصول ہوئے ہیں۔ بعض مراسلہ نگاروں کو تنقید سے اتفاق ہے اور بعض کو اختلاف۔ اختلاف کرنے والوں نے دلائل و براہین سے بے نیاز ہو کر جس قسم کے خطوط لکھے ہیں ان کا ایک نمونہ درج ذیل ہے۔ یہ گمنام خط بیدر سے آیا ہے۔" "مملکت"

مکرمی ایڈیٹر صاحب "مملکت"

آپ نے پرسوں کے "مملکت" میں جو ایڈیٹوریل لکھا ہے اس میں قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ نامناسب ہیں اور آپ کا لب و لہجہ نہایت گستاخانہ ہے۔ آپ کی حیثیت ایک معمولی اخبار نویس کی ہے آپ میں اتنی جرات نہ ہونی چاہیے کہ آپ قائد ملت کے اعمال و افعال پر تنقید یا نکتہ چینی کریں۔ قائد ملت اس وقت نہ صرف حیدرآباد کے مسلمانوں کے بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے عزیز اور محبوب لیڈر ہیں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی حقیقی آرزو اور سچا جذبہ ان کے دل میں موجود ہے انہوں نے مسلمانوں کی ترقی کے لئے بقول شخصے وہن من تن سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ ان کا جذبۂ قوم پرستی ان کے قول سے خود ظاہر ہے کہ وہ قائد ملت کا لقب ترک کر کے خادم ملت کا لقب اختیار کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے ایثار اور خدمت قوم کے متعلق اس سے زیادہ اور کسی روشن ثبوت کی ضرورت ہے؟ اگر قائد ملت کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آج مسلمانان حیدرآباد اپنی مرکزیت کو تباہ کر کے ہندوؤں میں جذب ہو جاتے اور اور اس ریاست کی وہ شاندار اسلامی روایات جس کی وجہ یہ ریاست تمام ہندوستان کی ریاستوں میں درجۂ امتیاز رکھتی ہے مطلق باقی نہیں رہتیں مسلمانوں کی قوم کی یہی تو بدنصیبی ہے کہ وہ خود اپنے لیڈروں اور رہبروں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ہندو اپنی قوم کے لیڈروں کو خواہ وہ کیسے ہی بددیانت اور بدکردار ہوں کبھی بدنام کرنے کی کوشش نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ آج ہندو قوم کی مرکزیت ہندوستان میں سب قوموں سے زیادہ اور مستحکم ہے۔ قائد ملت سے زیادہ آج قوم اور ملک کی سیاست کو کون بہتر سمجھ سکتا ہے وہ سچ پوچھو تو قوم کے نبض شناس ہیں اور جو امراض اس وقت قوم کو گھیرے ہوئے ہیں ان کا صحیح علاج قائد ملت تشخیص فرما رہے ہیں۔ آپ نے قائد ملت کے جن الفاظ کو نانیت آمرانہ سے منسوب فرمایا ہے وہ آپ کے ذہن اور عقل کی خوبی ہے ورنہ وہ الفاظ نانیت آمرانہ کے حامل نہیں ہیں بلکہ وہ قوم کی محبت اعتماد و وثوق ترقی کے سچے جذبات ہیں۔ آج تک قائد ملت کا جیسا مخلص اور ہمدرد قوم نہ پیدا ہوا ہے نہ ہوگا معتقدوں کو تو دو بھونکنے والے کتوں سے منسوب کرتے ہیں تو بالکل بجا ہے بیشک قائد ملت کے اعمال و افعال پر تنقید کرنے والے یا ان کی نیت پر شبہ لانے والے کتوں اور سوروں سے بدتر ہیں آج جو عزت اور عظمت قائد ملت کو حاصل ہے وہ کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوگی۔ ایڈیٹر "پیام" نے قائد ملت پر بیجا نکتہ چینی سے اعتراضات کئے اس کا خمیازہ جگتنا پڑا مسلمانوں نے ان کے اخبار کی خریدی سے بالکل ہاتھ اٹھا لیا اور ان کو زہر کرنے کی فکر ہونے لگی۔ آخر کار ان سے مراد آباد کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ مسلمان اپنے نقصان کو برداشت کرنے تیار ہیں لیکن وہ اپنے عزیز ترین رہنما اور قائد ملت کی مذمت یا برائی کسی حالت میں برداشت نہیں کر سکتے اس لئے ہم آپ کو جملہ مسلمانوں کی طرف سے متنبہ کئے دیتے ہیں کہ اگر آئندہ اس طرح قائد ملت کی ذات بابرکات پر آپ اپنی حیثیت سے متجاوز ہو کر کوئی تعریض یا حملہ کریں گے تو آپ کا نہ صرف اخبار بند کر دیا جائے گا بلکہ آپ کو حیدرآباد کی سکونت سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ یہی نہیں آپ کو بھی طرح زیر کیا جائے گا۔ اور عدالتی کارروائی کی صورت میں کوئی بھی قائد ملت کا خادم اقبال جرم کر کے قانونی سزا کو خوشی سے قبول کرے گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ آپ ایسی جسارت بیجا سے کام نہ لیں گے بلکہ اخبار رہبر کی تقلید کریں گے کہ وہ سوائے ثنا و صفت کے قائد ملت کی ذات اقدس پر کبھی حملہ نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ رہبر مسلمانوں میں بیحد عزیز اور کثرت سے فروخت ہوتا ہے۔ اور آپ کا طرز عمل اس مثل کے مطابق ہے کہ "دریا میں رہیں اور مگر سے بیر" آئندہ احتیاط کیجئے اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیجئے۔ فقط

آپ کا ایک مخلص۔

امریکہ کے سفیر کی ہندوستان میں آمد

پہلی صحافتی کانفرنس میں تقریر

نئی دہلی۔ امریکہ کے نئے سفیر مسٹر ولیم قلیس دہلی پہنچ گئے۔ پروازگاہ میں وائسرائے اور سپہ سالار ہند کے نمائندے اور امریکی فوجی افسران کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ کارروان بنانے والے ایک شخص سے ہاتھ ملاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "میرے طالب پرواز رہ گئے ہیں" ایک نامہ نگار نے ان سے پوچھا کہ ہندوستان کو آپ نے کیسا پایا۔ انہوں نے جواب دیا ہم ذرا دیر سے پہنچے ہیں پھر بھی میں نے جو کچھ دیکھا وہ بہت ہی خوش کن تھا۔ پروازگاہ سے مسٹر قلیس وائسرائے کل چلے گئے اور ابھی وہیں مقیم ہیں۔

ایک صحافتی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر قلیس نے کہا "میں صدر روزویلٹ کے ذاتی نمائندہ کی حیثیت سے ہندوستان آیا ہوں اور اپنے صدر کی اس طرح نمائندگی کروں گا۔ میرے لئے بڑی عزت افزائی کی بات ہے میں کبھی اس سے پہلے ہندوستان نہیں آیا تھا لیکن واشنگٹن کے محکمہ سیاست سے ۲۰ سال تک متعلق رہنے کی وجہ سے مجھے ہندوستان اور اس کے لوگوں سے بڑی دلچسپی ہو گئی۔ میں آج کے ہندوستان کو اور مستقبل کے ہندوستان کو بھی جو دنیا کی سیاست میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دینے والا ہے دیکھنے اور اس سے جو کچھ سیکھ سکوں سیکھنے آیا ہوں۔ میں اپنی حکومت کے سامنے پیش کروں گا۔ ہم امریکہ کے لوگ اور متحدہ اقوام کے دوسرے ارکان بھی اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ اس لڑائی کو ایک فیصلہ کن نتیجہ تک لے جائیں گے۔ یہ فتح اب یقینی ہو گئی ہے۔ ہماری فوجوں کو ہندوستان کے زبردست کے زبردست سپاہیوں کے ساتھ رہنے کا فخر حاصل ہے۔ کچھ ہندوستانی سپاہیوں کو میں نے مصر میں بھی ایک ریگستانی کیمپ میں دیکھا تھا"

"ہم سب کو ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ امریکیوں کو ہندوستانیوں سے اور ہندوستانیوں کو امریکیوں سے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہاں کے لوگوں سے مجھے حالات کے سمجھنے میں دوستانہ مشورہ ملتا رہے گا۔ اور اس طرح اپنے اس کام کو جو صدر کی جانب سے تفویض کیا گیا ہے انجام دے سکوں گا۔

اپنے ہندوستان آنے کی غرض و غایت کی مزید توضیح کرتے ہوئے مسٹر قلیس نے کہا کہ میرا کام یہ ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کو جتنی اچھی طرح ہو سکے سمجھوں اور اپنے صدر کو مطلع کروں۔ میرا یہ بھی کام ہوگا کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں امریکہ کے غیر فوجی کاموں کے درمیان باہمی رابطہ پیدا کروں اور ان کا مرکز دہلی میں قائم کروں۔ مجھے امید ہے کہ ان دونوں کاموں کی وجہ سے مجھے ملک کے مختلف حصوں میں جانا پڑے گا اور میں چاہتا بھی یہی ہوں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہندوستانی عوام کے نمائندوں سے بھی مل سکوں۔

ایک نامہ نگار نے پوچھا کہ کیا آپ سیاسی قیدیوں سے بھی ملیں گے۔ مسٹر قلیس نے کہا کہ اس کا جواب پھر کبھی دوں گا

غالباً ایک ہفتہ تک مسٹر قلیس دہلی میں مقیم رہیں گے اسی اثنا میں مرکزی مقننہ کا اجلاس بھی ہونے والا ہے اس میں شرکت کرنے کے لئے جو لوگ آئیں گے ممکن ہے کہ مسٹر قلیس ان سے ملیں۔

صنعتی ترقی کے لئے معاشی تحقیقات ضروری ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

نہیں ہو سکتا جن پر میرے خیال میں آپ کو بہت توجہ مبذول کرنی پڑے گی۔

آنریبل صدر المہام مالیہ نے چار اہم مسائل پر روشنی ڈالی۔ جن میں پہلا مسئلہ قیمتوں پر جنگ کا اثر اور گرانی قیمت کا ہے آپ نے مشکلات کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے نتیجے کے طور پر ہمارے اہل ملک کے دلوں میں دو جذبے پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک جذبہ نفع اندوزی اور دوسرا خوف۔ افراد میں ایک حصہ ان کا ہے جو ہر انسانی پریشانی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور دوسرا وہ حصہ ہے جو آئندہ کی نامعلوم ڈر سے خائف ہو کر ضروری اشیاء کو ذخیرہ کرنا یا بچانا چاہتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ ہر وہ چیز جو انسانی زندگی کے لئے ضروری اور لازمی ہے اس سے متاثر ہوئی۔ آپ ان مشکلات سے واقف ہیں جو برطانوی ہند میں پیدا ہو چکی اور دکن میں بھی پیدا ہوتی جا رہی ہیں۔ آپ کے معاشیین کو چاہئے کہ ان ہی مشکلات کو پیش نظر رکھیں اور اس کا ایسا حل تلاش کریں جس سے نظم و نسق کو صحیح معنی میں خاتمہ پہنچے بلکہ نفع اندوزی شروع ہو چکی ہے۔ ہر چیز پر کڑی نگرانی کی کوشش کی گئی برآمد کو محدود کر دیا گیا۔ لیکن یہ تمام تدابیر ابتک اصلی مسئلہ کو حل کرنے میں ناکامیاب رہیں آپ کو اس کا کھوج لگانے اور ممکنہ حل معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ قیمتوں کی خود لازم گرانی سے بہتر یہ ہے کہ کوئی نگرانی ہی نہ کی جائے۔ میں اس نقطۂ نظر کی طرف مائل ہوں کہ موجودہ تدابیر نگرانی قیمت کی ناکامی، اصل میں وجہ یہ ہے کہ اس کے لئے محدود تدابیر اختیار کی گئیں۔ اور موثر اقدام عمل نہیں ہو سکا۔ آپ کو اس کا خاص طور پر مطالعہ کرنا چاہئے کہ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات اور ریاستوں میں کیا تدابیر اختیار کی گئیں اور کیا نتائج نکلے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے غور و فکر سے ایک ایسی راہ عمل مل جائے جس پر نگرانی کے وہ ماہرین بالاشتراک عمل ممکن العمل ہو سکیں۔ جو تمام انتظامیہ پر بیک وقت جاری ہو سکتے ہوں۔ ایک کل ہند پالیسی کی ایک غیر موجودگی میں انفرادی تدابیر کا کامیاب ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ دوسرا سوال خفیہ نفع اندوزی کا ہے جو اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ تدابیر مکمل نہ ہوں۔ اس کے علاوہ راشننگ کا مسئلہ بھی ہے جس پر آپ کو غور کرنا ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ مملکت دکن کو ایک صنعتی ملک میں تبدیل کر دینے کا سوال ہے اس کے لئے معاشی خود کفیلیت لانا ضروری ہے میں نے عوام کی رائے کا اخبارات سے کافی مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ تصور کہ تنہا حیدرآباد اپنے باشندوں کی ہر ضرورت کو پورا کر دے گا، غلط تصور ہوگا آپ مصنوعی رکاوٹوں کے ذریعہ بین الاقوامی معاشی اثرات کی رو سے نہیں روک سکتے ہاں اگر معاشی خود کفیلیت سے مراد یہ ہے کہ قدرت کے پیدا کئے ہوئے خزانے سے اتنا ممکن فائدہ اٹھایا جائے کہ بیرونی مصنوعات کا بھی مقابلہ ہو سکے اور اپنے اہل ملک کی ضروریات کو کسی معقول معاشی بنیاد پر پورا بھی کیا جا سکے تو البتہ یہ ممکن العمل نقطۂ نظر ہے اگر ہم نے معاشی خود مکتفیت کے متعلق ہر خاص و عام کے نقطۂ نظر کو صحیح تسلیم کر لیا تو ہم عوام کی غلط رہنمائی کرنے کے مجرم ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ اس خصوص میں عوام کی کافی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

آپ نے صنعتوں کے اجراء کے متعلق کہا کہ جنگ کے مصنوعی حالات کی بناء پر صنعت میں جو بڑے بڑے منافع حاصل ہو رہے ہیں اس سے کم فہم افراد کی غلط امیدیں بندھ سکتی ہیں صنعتوں کے جاری کرنے میں ملک کے قدرتی ذرائع مابعد جنگ حالات مقابلہ کے امکانات اور اشیاء کی تیاری کے جدید ترین طریقوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھنا چاہئے حکومت سرکار عالی صنعتوں کے اجراء پر غور کر رہی ہے اس سلسلہ میں آپ کی تحقیقات نہایت کامیاب ثابت ہوں گی آپ نے حکومت کی صنعتی پالیسی پر ماہرانہ تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ اس کا احتیاط سے تجزیہ کرنا چاہئے حکومت کی پالیسی بعض کمپنیوں کی امداد اور بعض کو اجارہ دینے پر محدود رہی ہے ایسی پالیسی کو کب تک جاری رہنا چاہئے اور کہاں تک کامیاب ہوگی یہ وہ سوالات ہیں جن پر آپ کی خاص توجہ ہونی چاہئے۔

عام طور پر خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حیدرآباد کی کمپنیوں کے حصص حیدرآبادیوں کے ہاتھ میں رہنے چاہئیں میرا مشورہ ہوگا کہ اس نقطۂ نظر کو فوراً تسلیم کر لینے میں تامل کیجئے اس لئے کہ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے حصص کی فروخت کسی خاص مقام کے لئے محدود نہیں ہوتیں حال ہی میں حصص کی بڑھتی ہوئی قیمت کے مد نظر حیدرآبادیوں نے بآسانی منافع کی خاطر اپنے حصص فروخت کر دئے۔ وقت آ چکا ہے کہ ہم گزشتہ تجربوں کی روشنی میں ایک نئی معاشی پالیسی مرتب کریں اور ایک بہتر انتظامی اصول کی بنیاد ڈالیں جس سے کم از کم ہم اپنی شرائط پر بیرونی سرمایہ اور فنی امداد بھی حاصل کر سکیں لیکن جہاں ہم خود اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں وہاں میں آپ کے خیال کی تائید کرتا ہوں کہ بیرونی امداد طلب نہ کی جائے میری خواہش ہے کہ آپ محسوس کریں کہ ملک میں صنعتوں کے رواج کے مسئلہ کے اس پہلو کے متعلق بہت زیادہ غلط فہمی موجود ہے کہ آپ دکن کے اندرونی حصہ میں بیٹھے ہی کسی بلاواسطہ یا بالواسطہ طریقہ سے ملک میں بیرونی ہر چیز کی آمد و رفت پر بندش عائد کر سکتے ہیں مقامی سرمایہ سے صنعتوں کے رائج کرنے کا خیال ممکن ہے عہد ماضی میں قابل عمل رہا ہو۔ لیکن کیا ان خیالات سے حقیقی ترقی ممکن ہے؟

اگر بیرونی سرمایہ آپ کی مدد کے لئے آ رہا ہو اور اس میں کوئی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہوں تو آپ کے لئے کیا خطرہ ہے موجودہ حالات میں جبکہ سرمایہ ذرائع پیداوار نہایت محدود مقداروں میں حاصل ہو سکتی ہیں تو یہ ضروری ہے کہ کامیاب صنعتی ترقی کے لئے اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے غور و فکر سے عوام کو بھی اور حکومت کو بھی اچھا فائدہ پہنچے گا۔

ساتھ ہی دیہی ترقیوں کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے آپ جانتے ہوں گے کہ حکومت نے حال ہی میں اس کے لئے ایک فن کا آغاز کیا ہے اور یہ حکومت کے ارادوں کی صرف ابتداء ہے اس کی خواہش تو اس پورے مسئلہ کو کامیابی سے حل کرنے کی ہے لیکن دیہات کا ایک اہم اور بڑا مسئلہ اس کے سامنے ہے میں معاشی کمیٹی کے اراکین سے جن کی توجہ چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں تقریب تاشوں اور چند مقالات تک محدود رہتی ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی توجہ آبادی کی اکثریت کی طرف مبذول کریں جو دیہات میں رہتی ہے اگر آپ کی مجلس دیہی حالات کے مطالعہ اور ان کے مسائل کا ایک کامیاب حل دریافت کر سکے تو آپ حیدرآباد کی ایک صحیح خدمت انجام دے سکیں گے۔ آپ اپنے معاشی سرگرمیوں کو عمارت کے اونچے برج یعنی شہر حیدرآباد تک ہی محدود نہیں رکھ سکتے آپ کو تو عمارت کی بنیاد ہی سے اصلاح کرنی چاہئے دیہی مسئلہ ایک مشکل مسئلہ ہے جن کا گہری نظر سے ہر آزمائش تک مطالعہ کرنا پڑے گا جہالت سامان زندگی کی پستی صحت و صفائی کی خرابی اور مواضعات کے کارکنوں کی زندگی کے مصائب و مشکلات ہیں جو آپ کی تحقیقات میں پیش آئیں گی لیکن ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور آپ نے اپنی نگرانی میں تحقیقات کا آغاز کیا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو دیہی ترقی کے مد سے امداد کی توقع رکھنی چاہئے حکومت کے پیش نظر ایک اور مسئلہ دیہی صنعتوں کی تعمیر کا ہے یہ خود بڑا اور پیچیدہ مسئلہ ہے یہاں خام اشیاء کی کمی فنی اور مادی امداد کی فراہمی کی مشکلات حائل ہیں اس کو امداد باہمی کی بنیادوں پر ہی حل کرنا چاہئے اگر آپ نے گزشتہ (۲۰) سال کے دوران میں چین کی دیہی ترقی ممالک متحدہ امریکہ میں تحریک امداد باہمی کی رفتار کا مطالعہ کیا ہے تو سمجھ سکیں گے کہ دیہات میں تعمیری اور کام کا وسیع میدان موجود ہے۔

آنریبل صدر المہام مالیہ نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں اور شعبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے تعلیم صنعت خام اشیاء کی فراہمی سائنٹفک تحقیقات کی امداد اور تیار شدہ مال کی فروخت کے مختلف اجزاء کو پیش کرتے ہوئے ان کے گہرے مطالعہ پر زور دیا آپ نے کہا کہ وہ معمولی آغاز سے بھی ایسے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جو آگے چل کر دیہات کی خوشحالی اور مملکت کی ترقی کا ذریعہ ثابت ہوں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ معاشیات اور سائنس کے وہ طلباء جو گاؤں کے مشکلات پر اپنے جذبہ خدمت سے غالب آ سکیں اور محنت کرنے پر آمادہ ہوں وہ ایک خوشحال دیہی نظام کے بانی کہلائیں گے۔

اب میں آپ کی توجہ مابعد جنگ کی تعمیر پر مبذول کرانا چاہتا ہوں آپ کی حد تک یہ مسئلہ ہندوستان کے کسی دوسرے ملک کی بہ نسبت زیادہ سادہ اور آسان ہے کیونکہ مابعد جنگ تعمیر جدید پر نہیں بلکہ اس تعمیری کام پر توجہ کرنی چاہئے تھا افسوس ہے کہ قدم کے اس قدرتی ہونے کے دور میں ہمارے پاس وہ فنی امداد اور ضروری مشنری موجود نہیں جو ضروری ہے تاہم اگر ہم نے پہلے ہی سے کچھ اسکیمیں تیار کر لیں جو جنگ کے ختم ہوتے ہی عمل میں لائی جا سکتی ہوں تو ہم کچھ ایک مفید کام انجام دے سکیں گے آپ کا مابعد جنگ مسئلہ ان ہی تربیت یافتہ فنکاروں اور سپاہی خدمات انجام دینے والے سپاہیوں کے روزگار کا مسئلہ ہے مجھے جو تحفہ بہا موقع آپ کے مطالعہ کو مل رہا ہے

اپنی جانب سے میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو بہ لحاظ صنعتوں کی ترقی کے جیسے مواقع حاصل ہیں شیشہ سازی، آہنی اور فولادی صنعتوں میں بھی ترقی کی بڑی گنجائش ہے اور بھی امکانات ہیں جن کا مطالعہ بیحد ضروری ہے آپ کو چاہیئے کہ سب کا اچھی طرح سے مطالعہ اور ٹھوس تجاویز حکومت کے سامنے پیش کریں تاکہ صرف خیالات ہی خیالات نہ ہوں۔

ایک اور مسئلہ جس پر میری خواہش ہے کہ آپ کی کونسل غور کرے اب جبکہ رقم سستی ہے حکومت قبل جنگ شرحوں کی نسبت کم شرح پر قرض حاصل کر سکتی ہے تو کیوں وہ ان کاموں کی طرف توجہ کریں جو اب کئے جا سکتے ہیں میں جانتا ہوں کہ اس کا جواب یہ ہوگا کہ ہمارے پاس مشینری اور تعمیری مسالہ موجود نہیں تاہم ہم ان کاموں کی نسبت تیار کر سکتے ہیں جن میں موجودہ گران اشیاء کی کم سے کم ضرورت پڑے۔ مثلاً گاؤں کو ملانے والی پکی دیہی سڑکیں یا کچی سڑکیں یا ایسی عمارتیں جو سمنٹ یا فولاد کے بغیر تیار ہو سکتی ہوں بہتر ہوگا کہ ان کاموں کا ابتدائی حصہ ابھی مکمل کر لیا جائے جن کا آخری حصہ جنگ کے بعد مکمل کر لیا جائے جن کا آخری حصہ جنگ کے بعد مکمل ہو سکتا ہے ہمارے ذرائع مواصلات کی استعداد بڑھانے کے لئے دیہی مواصلات کی تکمیل بے حد ضروری ہے۔

اب میں ایک ایسے موضوع کی طرف آ رہا ہوں جس پر گذشتہ مہینوں کے دوران میں گرما گرم بحثیں ہوتی رہیں یعنی حیدرآباد کا نظام محصول۔ یہ موقعہ نہیں ہے کہ میں اس متنازعہ فیہ بحث میں حصہ لوں۔ میں آپ کو ان مباحث میں بہکانا بھی نہیں چاہتا جو اخبارات میں ہوتے رہتے ہیں اور وہ حقیقی نقطۂ نظر پیش نہیں کرتے جو معاشین دیکھنا چاہتے ہیں۔ موجودہ نظام محصول کی ایک روایاتی بنیاد اور تاریخی پس منظر ہے سر گریگسن نے اپنے خطبہ میں جمہور اور قیاس کا ذکر کیا ہے لیکن ایک اور مکتب خیال ہے جو پرانی روایات کو زیادہ اہمیت دیتا ہے مروجہ یورپ اور امریکہ کے روح رواں جو خیالات اور میلانات ہیں ان کو حیدرآباد کے حقائق پر منطبق کرنا اور آبادی کے بعض حصوں کی گہری وفاداریوں کو ہلانا بہت مشکل ہے ایک اور مکتب خیال ہے جو بیک وقت نئے خیالات کا احترام بھی کرتا ہے اور ان ہی کی بنیاد پر جو نئے پیرا اختیار کی جائیں ان کی مخالفت بھی۔ سائنٹیفک اصولوں پر کام کرنے والوں کے لئے ذہنی سکاری بڑی خطرناک ہے اور کم از کم ان لوگوں کو جو ان مسائل تک واقعیت پسندانہ طریقوں سے پہنچنا چاہتے ہوں اپنے دماغوں سے یہ مکڑی کے جالے دور کر دینے چاہئیں جس کے بغیر آپ کسی عملی نتیجہ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ طولانی و اوہل کی رو میں نہ بہہ جائیں گے۔ حکومتوں کو اپنی اسکیموں کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ کسی نہ کسی صورت رقم حاصل کرتی ہیں۔ حکومت کے عہدہ داروں اور سیاست دانوں کو اپنے پبلک زندگی میں ناکامیاں بھی ہوتی ہیں اور کامیابیاں بھی۔ آپ کو ان سے کسی صورت بھی متاثر نہ ہونا چاہئے اگر حیدرآباد میں پبلک زندگی کو کامیاب بنانا ہے اور اگر آپ کو ایک عظیم تر حیدرآباد کی تعمیر کے لئے اپنی مساعی صرف کرنا ہے جس کا نتیجہ خیر اور مفید عمل کا میدان حاصل کرنا ہے تو آپ کو اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ قطعاً صاف ہو جائے کہ پبلک سوالات پر معاشی سوالات حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر سے زیر غور آئیں۔ ذکر طرفداری سے

دوسرا اہم مسئلہ مملکت دکن کو ایک صنعتی ملک میں تبدیل کر دینے کا سوال ہے۔ اس کے لئے معاشی خود مکتفیت ایک لازمی ضروری ہے۔ میں نے عوام کی رائے کا اخبارات سے کافی مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ تصور کر لینا کہ حیدرآباد اپنے باشندوں کی ہر ضرورت پورا کر دے گا۔ غلط ہوگا۔ آپ مصنوعی رکاوٹوں کے ذریعہ بین الاقوامی معاشی اثرات کی رو کو نہیں روک سکتے۔ ہاں! اگر معاشی خود مکتفیت سے مراد یہ ہو کہ قدرت کے ہر دئیے ہوئے خزانہ سے اتنا کامل فائدہ اٹھایا جائے کہ بیرونی صناعوں کا مقابلہ بھی ہو سکے اور اپنے اہل ملک کی ضروریات کو کسی معقول معاشی بنیاد پر پورا بھی کیا جا سکے تو یہ البتہ ممکن العمل نقطۂ نظر ہے۔ اگر ہم نے معاشی خود مکتفیت کے متعلق ہر خاص و عام کے نقطۂ نظر کو صحیح تسلیم کر لیا تو ہم عوام کی غلط رہنمائی کرنے کے مجرم ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ اس خصوص میں عوام کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

آپ نے صنعتوں کے اجراء کے متعلق کہا کہ جنگ کے مصنوعی حالات کی بناء پر صنعت میں جو بڑے بڑے منافع حاصل ہو رہے ہیں اس سے کم فہم افراد کی غلط امیدیں بندھ سکتی ہیں۔ صنعتوں کے جاری کرنے میں ملک کے قدرتی ذرائع ما بعد جنگ حالات، مقابلہ کے امکانات اور اشیاء کی تیاری کے موزوں ترین طریقوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ حکومت سرکاری امدادی صنعتوں کے اجراء پر غور کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی تحقیقات نہایت کامیاب ثابت ہوں گی۔ آپ نے حکومت کی صنعتی پالیسی پر آزادانہ تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ اس کا احتیاط سے تجزیہ کرنا چاہئے۔ حکومت کی پالیسی بعض کمپنیوں کی امداد اور بعض کو اجارہ دینے پر محدود رہی ہے ایسی پالیسی کو کب تک جاری رہنا چاہئے اور یہ کہاں تک کامیاب ہوگی۔ یہ وہ سوالات ہیں جن پر آپ کی خاص توجہ ہونی چاہئے۔

عام طور پر یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حیدرآباد کی کمپنیوں کے حصص حیدرآبادیوں کے ہاتھ میں رہنے چاہئیں۔ مجھے خوشی ہوگی کہ اس نقطۂ نظر کو فوراً تسلیم کر لینے میں تامل کیجئے۔ اس لئے کہ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے حصص کی فروخت کسی خاص مقام کے لئے محدود نہیں ہوتی۔ حال ہی میں حصص کی بڑھی ہوئی قیمت کے پیش نظر حیدرآبادیوں نے باہر والوں کو منافع کی خاطر اپنے حصص فروخت کر دیے۔ وقت آ پہنچا ہے کہ ہم گذشتہ تجربوں کی روشنی میں ایک نئی معاشی پالیسی مدون کریں اور ایک بہتر انتظامی اصول کی بنیاد ڈالیں جس سے کہ اگر ہم اپنے خزانے پر بیرونی سرمایہ اور فنی امداد بھی حاصل کر سکیں۔ لیکن جہاں ہم خود اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں وہاں میں آپ کے خیال کی تائید کرتا ہوں کہ بیرونی امداد طلب نہ کی جائے۔ میری خواہش ہے کہ آپ محسوس کریں کہ ملک میں صنعتوں کے رواج کے مسئلہ کے اس پہلو کے متعلق بہت زیادہ غلط فہمی موجود ہے کہ آپ دکن کے اندرونی حصہ میں بیٹھے بیٹھے ہی کسی بالراست یا بالواسطہ طریقہ سے ملک میں بیرونی سرمایہ کی آمد و رفت پر بندش عائد کر سکتے ہیں۔ مقامی سرمایہ سے صنعت رائج کرنے کا خیال ممکن ہے جدید معنی میں قابل عمل ہو۔ لیکن کیا ان خیالات سے حقیقی ترقی ممکن ہے؟ اگر بیرونی سرمایہ آپ کی مدد کے لئے آ رہا ہو اور اس میں کوئی پیچیدگیاں نہ ہوتی ہوں تو آپ کے لئے کیا خطرہ ہے۔ موجودہ حالت میں جبکہ سرمایہ ذرائع پیداوار نہایت محدود مقداروں میں حاصل ہو سکتی ہیں تو بیحد ضروری ہے کہ کامیاب صنعتی ترقی کے لئے اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے غور و فکر سے عوام کو بھی اور حکومت کو بھی اچھا فائدہ پہنچے گا۔

ساتھ ہی دیہی ترقیوں کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے۔ آپ جانتے ہوں گے کہ حکومت نے حال ہی میں اس کے لئے ایک فن کا آغاز کیا ہے اور یہ تو حکومت کے ارادوں کی صرف ابتداء ہے اس کی خواہش تو اس پورے مسئلہ کو کامیابی سے حل کر لینے کی ہے۔ لیکن دیہات کا ایک اہم اور بڑا مسئلہ اس کے سامنے ہے۔ میں معاشی کمیٹی کے اراکین سے جن کی توجہ چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں، تفریب تماشوں اور چند مقالات تک محدود رہتی ہے۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی توجہ آبادی کی اکثر کی طرف مبذول کریں جو دیہات میں رہتی ہے۔ اگر آپ کی مجلس دیہی حالات کے مطالعہ اور ان کے مسائل کا ایک کامیاب حل دریافت کر سکے تو آپ حیدرآباد کی ایک صحیح خدمت انجام دے سکیں گے۔ آپ اپنے معاشی سرگرمیوں کو عمارت کے اونچے حصے یعنی شہر حیدرآباد تک ہی محدود نہیں رکھ سکتے آپ کو تو عمارت کی بنیاد ہی سے اصلاح کرنی چاہئے۔ دیہی مسئلہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس کا گہری نظر سے صبر آزما مدت تک مطالعہ کرنا پڑے گا۔ جہالت، معیار زندگی کی پستی، مواصلات کی خرابی، مواضعات کے کارکن کی زندگی کے مصائب و مشکلات ہیں جو آپ کی تحقیقات میں پیش آئیں گی لیکن ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور آپ نے اپنی نگرانی میں تحقیقات کا آغاز کیا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو دیہی ترقی کی مد سے امداد کی توقع رکھنی چاہئے۔ حکومت کے پیش نظر ایک اور مسئلہ دیہی صنعتوں کی تنظیم کا ہے یہ خود ایک اور پیچیدہ مسئلہ ہے یہاں خام اشیاء کی کمی، فنی اور مالی امداد کی فراہمی کی مشکلات حائل ہیں اس کو امداد باہمی کی بنیاد پر ہی حل کرنا چاہئے۔ اگر آپ نے گذشتہ دس سال کے دوران میں چین کی دیہی ترقی ممالک متحدہ امریکہ میں تحریک امداد باہمی کی رفتار کا مطالعہ کیا تو سمجھ سکیں گے کہ دیہات میں تعمیری کام کا وسیع میدان موجود ہے۔

آنریبل صدر المہام مالیہ نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں اور شعبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے تنظیم صنعت، خام اشیاء کی فراہمی، سائنسی تحقیقات کی امداد اور تیار شدہ مال کی فروخت کے مختلف اجزاء کو پیش کرتے ہوئے اس کے گہرے مطالعہ پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ معمولی آغاز سے بھی بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جو آگے چل کر ملک کی خوشحالی اور مملکت کی ترقی کا ذریعہ ثابت ہوں۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ معاشیات اور سائنس کے وہ طلباء نہ صرف گاؤں کے مشکلات پر اپنے تعلیمی قدرت سے غالب آ سکے اور محنت کرنے پر آمادہ ہوں۔ وہ ایک خوشحال دیہی نظام کے بانی کہلائیں گے۔

باقی آئندہ

معاشی کمیٹی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

پیدا ہو سکیں۔

۳۔ اس کانفرنس کی رائے میں مجوزہ فیملی پنشن فنڈ کا قیام سرکار عالی کی فیاضانہ روایات پر درستی میں ایک یادگار اضافہ ثابت ہوگا بشرطیکہ اس فنڈ سے ملازمین کے پسماندگان کے سوا خود ملازمین کو مستفید ہونے کا موقع دیا جائے۔

۴۔ اس کانفرنس کی رائے میں حکومت کا مالیہ زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کے لئے اور تعمیری لائحہ عمل کی تکمیل کے لئے انکم ٹیکس کا نفاذ ضروری ہے۔

۵۔ اس کانفرنس کی نظر میں موجودہ قحط اور جنگ کے لحاظ سے حکومت کا تیزی کے ساتھ درآمد برآمد پر قابو پانے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

۶۔ اس کانفرنس کی رائے میں حکومت سرکار عالی کی طرف سے مناسب حال معاشی لائحہ عمل کی ترتیب نفاذ جلد از جلد ضروری ہے۔

۷۔ معاشی کانفرنس حکومت سرکار عالی کو متوجہ کرتی ہے کہ صنعتی ریسرچ بورڈ معاشی کمیٹی کے نمائندے کو جگہ دی جائے تاکہ معاشیات میں خاص تربیت یافتہ جماعت کا تعاون قائم رہے۔

۸۔ اس کانفرنس کی رائے میں اسٹیٹ بنک کے کام سے ایک اہم معاشی ضرورت پوری ہوگی۔

اس کانفرنس میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے مختلف حصوں کے علاوہ بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی کے بھی معزز مہمانوں نے شرکت فرمائی۔ جس میں صوبہ سندھ کے وزراء قابل ذکر ہیں۔

چونکہ چوتھی معاشی کانفرنس کی مکمل روداد شائع کی جارہی ہے اس لئے کانفرنس کے متعلق مزید تفصیلات روداد مذکور سے معلوم کی جاسکتے ہیں۔

معاشی سروے کا کام

معاشی کمیٹی کے تحت ایک معاشی سروے کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی گئی جس کے لئے حسب ذیل شعبے قائم کئے گئے۔

شعبہ زرعی۔ شعبہ معدنی۔ شعبہ تجارتی۔ شعبہ صنعتی۔ شعبہ مالیاتی۔ اس سلسلہ میں جو مواد جمع کیا گیا اور تحریکات محکمہ سرکار میں پیش ہوئیں ان کی ایک مختصر کیفیت ہے اس موقع پر چند نمایاں کاموں کی جانب اشارہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

تحریک معاشی سروے کمیٹی برائے قیام کارخانہ موٹر سازی

" " برائے قیام کارخانہ ٹوپی سازی

" " برائے قیام کارخانہ پنسل سازی

" " برائے امداد اعانت صابن سازی

مدد یا سلائی۔

معاشی سروے کمیٹی نے اجارہ دار مجلس مصنوعات

کے قیام کے اثرات پر غور و خوض کر کے اپنی رائے سے حکومت سرکار عالی کو مطلع کیا۔

انڈین انڈسٹریل ریسرچ بورڈ کے حیدرآباد کے اجلاس کے موقع پر بھی کمیٹی مذکور نے ایک تحریک حکومت سرکار عالی کی خدمت میں پیش کی جس کے ذریعہ حکومت سے یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ اس کے نتائج سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔

کتب خانہ

ملک کی بڑھتی ہوئی معاشی ضروریات کا خیال کرتے ہوئے معاشی کمیٹی ایک معاشی کتب خانہ کے قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے اور اس سلسلہ میں کمیٹی کی جانب سے فنی کتب کے حصول کی مہم شروع کر دی گئی ہے۔ لیکن معاشی کمیٹی کے مالی وسائل ابھی اس قابل نہیں ہوئے ہیں کہ وہ کسی موزوں عمارات میں اس کا افتتاح کر سکے۔ معاشی کمیٹی کو محکمہ تعلیم و معیشت کی جانب سے دو ہزار کی جو امداد مل رہی ہے وہ اس کے دفتری انتظامات اور ذیلی کمیٹیوں کی امداد میں صرف ہو رہی ہے۔ فنی کتب کی خریدی اور کتب خانہ کے لئے الماریوں کی خریدی کے لئے کمیٹی کو لازمی طور پر حکومت اور ملک کے علم دوست حضرات کی بلا دریغ مالی امداد کی ضرورت ہے۔

مجلہ معاشیات

کتب خانہ کے ساتھ معاشی کمیٹی کے علمی آرگن یعنی مجلہ معاشیات کے اجرائی کا مسئلہ بھی معاشی کمیٹی کے زیر غور ہے۔

زرعی انجمن

زرعی ترقی کے ضمن میں معاشی کمیٹی کے پیش نظر ایک زرعی کمیٹی کی تشکیل کا سوال بھی ہے جس کے لئے منضبط قواعد ترتیب دئے جا رہے ہیں۔ توقع ہے کہ سال رواں میں بہت جلد ایک زرعی کمیٹی کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور ملک کے زرعی وسائل کا عملی طور پر جائزہ لیا جاسکے گا۔

غرض سطور بالا میں معاشی کمیٹی کی سرگرمیوں کی ایک مختصر روداد بیان کر دی گئی ہے اور اب ۱۳۵۵ف سے کمیٹی کا یہ وگرام رو بہ عمل ہے جس کے تحت پانچویں معاشی کانفرنس اور [illegible] وغیرہ ہونی ہے تکمیل کو پہنچ رہا ہے اور پانچویں معاشی کانفرنس کا آغاز آپ کے استقبال ہو رہا ہے اور ملک کی بہت سی امیدیں ان سے وابستہ ہیں۔

برآمد کے اجازت نامے

مدت گذر جانے پر تجدید نہیں کی جائے گی

مہر ۱۳۵۴ف میں ایک اکسپورٹ کمیٹی اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ وہ ضروری اشیاء خورد و نوش کی برآمد پر نگرانی رکھے۔ چنانچہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ان اشیاء کے ذخائر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کمیٹی ان کی برآمد کے لئے اجازت نامہ جاری کرتی ہے۔ ان کی مدت ایک مہینہ ہوتی ہے یہ دیکھا گیا ہے کہ اجازت نامے حاصل کرنے والے اکثر وقت مقررہ کے گذر جانے کے بعد ان کی تجدید کے لئے درخواست پیش کرتے ہیں ایسی صورت میں کمیٹی کو اس امر پر غور کرنا ہوتا ہے کہ آیا وہ ان کے ذخائر ان کو اجازت بھی دے یا نہیں کیونکہ اجازت ناموں کی تجدید کی جانب حاصل کرنے والوں کے لئے یہ غیر ضروری طوالت ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ کسی ایسے اجازت نامے کی تجدید نہ کی جائے جس کی مدت گذر چکی ہو۔ (معلومات عامہ)

اعلان

شکر کی فراہمی

شکر کے چلر فروش بیوپاریوں کو اور ہوٹل چائے خانہ اور مٹھائی والوں کو آئندہ شکر کنٹرول کے گوداموں سے دلائی جائے گی۔ اپنی اپنی ضروریات کا تعین کروانے کے لئے یہ لوگ براہ مہربانی گزشتہ دو سال میں اپنی اپنی ماہواری خرید۔ صرف اور فروخت کی مقدار کے اعداد مسٹر بی۔ ایم۔ چاری مددگار سپلائیز کنٹرولر کے پاس پیش کریں۔ اگر عہدہ دار متعلقہ اس کی ضرورت محسوس کرے تو جو اعداد پیش کئے جائیں ان کی صحت کی جانچ بھی کھاتوں سے مقابلہ کر کے کروائی ہوگی۔ شکر کے چلر فروش اپنے اعداد ۹ ماہ اسفندار ۱۳۵۵ف تک پیش کر دیں اور ہوٹل چائے خانوں مٹھائی کی دکانوں کے مالک وغیرہ اپنے اعداد ۱۲ ماہ اسفندار ۱۳۵۵ف تک پیش کریں۔

نوٹس

از محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ بیدر شریف واقع یکم اسفندار ۱۳۵۴ف

مقدمہ اصل نمبر [illegible] بابتہ ۱۳۵۵ف باجلاس مولوی شاہ محمد عالم صاحب [illegible] بی اے ایل ایل بی منصف بیدر شریف

مقدمہ [illegible] سے مرافقت نامہ داخل [illegible] بر گاہ مقدمہ [illegible] محمد غوث قوم [illegible] عمر ۳۵ سالہ پیشہ ملازم پولیس ساکن [illegible] تعلقہ [illegible] شیر علی ولد محمد غوث قوم مسلمان عمر [illegible] سالہ پیشہ ملازم [illegible] ساکن بیدر شریف محلہ [illegible] محمد خان ولد غلام نبی قوم مسلمان عمر [illegible] سالہ پیشہ ملازم ساکن [illegible] تعلقہ بیدر شریف عبدالرحیم ولد غلام نبی قوم مسلمان عمر ۲۳ سالہ پیشہ ملازم پولیس [illegible] تعلقہ [illegible] غلام نبی قوم مسلمان عمر [illegible] سالہ پیشہ ملازم پولیس [illegible] تعلقہ [illegible] قوم مسلمان عمر [illegible] سالہ پیشہ [illegible] بیدر شریف اپنے کو [illegible] ظاہر کر کے دلی [illegible] عدالت ہذا [illegible] درخواست پیش کرنا چاہتا ہے لہٰذا [illegible] اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کے متعلق عذر ہو تو وہ [illegible] ماہ اسفندار ۱۳۵۵ف بوقت حاضر عدالت ہو کر عذرات پیش کرے ورنہ [illegible] تجویز کیا جائے گا۔ آج بتاریخ یکم اسفندار ۱۳۵۴ف میری مہر و دستخط سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت [illegible] منصفی [illegible]

اسلامی تہذیب کیا ہے؟

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

یا شریعت اسلام کے خلاف ہوں تو یہ شبہ کیا جائے گا کہ ان ممالک میں اسلامی تمدن مسخ ہو رہا ہے۔

اب آپ غور فرمائیں کہ پنڈت جواہر لال نہرو اور ان کے یہ مسلمان متبعین اسلامی تہذیب و تمدن کے مسئلہ کو کیسے غلط روشنی میں پیش کر رہے ہیں۔ وہ دنیا کو اور خود نادان مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ :-

"اسلامی تہذیب و تمدن فی نفسہ کوئی چیز نہیں بلکہ صدیوں پہلے مغلوں اور پٹھانوں کے دور حکومت میں جو طور طریقے مسلمانوں میں رائج ہو گئے تھے انہی کا نام اسلامی تہذیب و تمدن رکھ دیا گیا ہے آج جو مسلمان اسلامی تہذیب و تمدن کے تحفظ کا شور مچا رہے ہیں ان کا مقصد محض اس گذرے ہوئے تاریخی دور کی میراث کو اس بدلے ہوئے زمانہ میں جوں کا توں

برقرار رکھنا ہے اس لئے یہ رجعت پسند اور ترقی دشمن ہیں"۔

ایک پوری قوم کے نقطۂ نظر کی اس قدر غلط ترجمانی اور اتنی جسارت کے ساتھ شاید یورپ کے سیاسی بازیگروں سے بھی بن نہ آتی۔ یہ ہمارے ہم وطن اور ہم قوم اس معاملہ میں ان سے بھی بازی لے گئے۔

ان کو اگر معلوم نہیں ہے تو ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ ہم اس تمدن کی حفاظت کے لئے نہیں اٹھے ہیں جو کسی زمانہ میں حکمران طبقہ کے رجحانات سے پیدا ہوا تھا، بلکہ اس لئے اٹھے ہیں کہ ہماری قوم کا تمدنی ارتقاء قرآنی تہذیب کے راستے سے منحرف نہ ہونے پائے۔ ہمیں دلی اور لکھنؤ کی ٹکسالی اردو کو بچانے کی فکر نہیں ہے۔ بلکہ اس ذہن کو اسلامی ذہن رکھنے کی فکر ہے۔ جس نے اپنی شخصیت ظاہر کرنے کے لئے اس زبان کو وسیلہ بنایا ہے۔ ہم دیوبند اور فرنگی محل کے لباس کو محفوظ رکھنے کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ اس لئے لڑنا چاہتے ہیں کہ ہمارے مرد اور ہماری عورتیں اس لباس کی حدود سے خارج نہ ہو جائیں۔ جو اسلامی

تہذیب نے انہیں پہنایا ہے۔ اور اس لڑائی کی ضرورت ہمیں اس لئے پیش آئی ہے کہ ہم ہندوستان کی سیاست پر تم جیسے لوگوں کو غالب آتے دیکھ رہے ہیں جن میں ہماری تہذیب کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں۔ جن میں اتنی راستبازی و انصاف پسندی نہیں کہ دوسروں کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور جن میں گرو دیوں کے ساتھ پنڈت اور سوشلسٹی کی فاسقی روح گھس گئی ہے۔ کہ اپنی مرضی کو دوسروں پر مسلط کرنے کے لئے کسی طاقت کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے خواہ اس کے استعمال میں صداقت انسانیت اور اخلاق کو قربان ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

اخبار مملکت کے ملنے کے پتے

(۱) احمدیہ پریس چار مینار۔ حیدرآباد دکن
(۲) دکن بک ڈپو۔ عابد روڈ
(۳) سید مختار محمد ایجنٹ اخبارات معظم جاہی مارکٹ
(۴) مکتبہ ابراہیمیہ۔ عابد روڈ۔ حیدرآباد دکن



احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہو کر با اہتمام سید حسن [illegible] عثمانیہ دفتر مملکت سے شائع ہوا۔